۶۵

جماعت احمدیہ ضرور کامیاب ہوگی

(فرمودہ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۳۰ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

دنیا میں بہت سی ناکامیاں صرف اِس وجہ سے ہوتی ہیں کہ لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جس کام کو وہ اختیار کررہے ہیں اس کے کرنے کی قابلیت بھی ان میں پائی جاتی ہے یا نہیں۔

ہزار ہا ڈاکٹر دنیا میں ایسے موجود ہوں گے جو اپنے پیشہ میں نہایت ہی ناکام ہوں گے اگر وہ کلرک ہوتے تو بہت ترقی کر جاتے یا اگر ان میں سے بعض وکیل ہوتے یا انجینئر ہوتے تو بہت زیادہ ترقی کر جاتے یا دکاندار ہوتے یا زمیندارہ کرتے تو بہت عروج حاصل کر لیتے لیکن محض اس وجہ سے کہ انہوں نے اپنی قابلیت کا صحیح اندازہ نہ لگایا یا وہ ایسے پیشہ میں جو دولت کمانے اور عزت حاصل کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے ناکام رہ جاتے ہیں۔ اسی طرح کئی ایسے انجینئر ہوں گے جو اپنے پیشہ میں نہایت ناکام ہوتے ہیں اور جہاں جاتے ہیں نکال دیئے جاتے ہیں اس کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ ان کے اندر کسی قسم کی قابلیت نہیں ہوتی بلکہ یہ ہوتی ہے کہ انجینئرنگ کی قابلیت ان کے اندر نہیں ہوتی۔ ان میں سے کئی اگر ڈاکٹر یا کلرک ہوتے تو بہت ترقی کر سکتے تھے۔ یہی حال وکلاء کا ہے کئی ایسے وکیل مل سکتے ہیں جو بحیثیت وکیل نہایت ناکارہ سمجھے جاتے ہیں لیکن اگر وہ جوڈیشنل یا ایگزیکٹو لائن میں چلے جاتے یا اگر وہ ڈاکٹر ہوتے تو کامیاب ہو جاتے۔

تو گو اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر مختلف قابلیتیں رکھی ہیں اور اگر انسان اپنی طبیعت پر زور دے تو ہر فن میں کمال حاصل کرسکتا ہے مگر ہر انسان اپنی طبیعت پر اتنا زور نہیں دے سکتا۔ بہت لوگ

ایسے ہوتے ہیں جو اس وجہ سے ترقی کرتے چلے جاتے ہیں کہ انہیں اس رَو میں بہتے چلے جانے کا موقع مل جاتا ہے جو ان کی طبیعت کے لئے موزوں ہوتی ہیں ایسے لوگ اس خاص طبعی مؤانست کے سوا جب کوئی اور پیشہ اختیار کرتے ہیں تو باوجود اپنے اندر بڑھنے کی قابلیت رکھنے کے ناکام ہوتے ہیں۔ پھر بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اسی پیشہ کو اختیار کرتے ہیں جس کے کرنے کی قابلیت ان میں ہوتی ہے مگر باوجود اس کے وہ ناکام رہ جاتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ ان کے اندر قابلیت موجود ہے اگر انہیں اس بات کا علم ہو جائے تو وہ فوراً ترقی کی طرف قدم اُٹھانے لگ جائیں۔ پھر بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ابتدائی مشکلات یا عارضی ناکامیوں کی وجہ سے سمجھ لیتے ہیں کہ ان کے اندر قابلیت موجود نہیں۔ حالانکہ مشکلات کا پیدا ہونا اور ناکامیوں کا پیش آنا کوئی بڑی بات نہیں ناکامیاں انسان کو آتی ہیں اور مشکلات بھی پیدا ہوتی ہی ہیں مگر باوجود اس کے بعض لوگ چوٹی کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔

دو مشہور تاریخی واقعات یعنی بابر اور تیمور کے ہمارے سامنے ہیں۔ لکھا ہے کہ انہیں ابتداء میں سخت ناکامیوں کا سامنا ہؤا۔ بابر کو بارہ دفعہ خطرناک شکست ہوئی حتّٰی کہ وہ محصور ہو گیا اور آخر اُسے اپنا مرکز بھی چھوڑنا پڑا۔ وہ ایک دن قضائے حاجت کیلئے بیٹھا ہوا تھا کہ اُس نے دیکھا کہ ایک چیونٹی بوجھ اُٹھائے ہوئے دیوار پر چڑھنے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ چڑھتی تھی اور گرتی تھی۔ پھر چڑھتی اور پھر گرتی تھی، پھر چڑھتی تھی اور پھر گرتی تھی، غرضیکہ کئی بار اس کے سامنے وہ چڑھی اور کئی بار گری۔ بابر کی طبیعت پر اس کا خاص اثر ہؤا وہ متواتر اُسے دیکھتا رہا آخر ایک دفعہ وہ اتنا اونچا چڑھ کر گری کہ اَدھ موئی سی ہو گئی۔ بابر نے خیال کیا شاید مر گئی ہے اور وہ بھی کچھ دیر بے حس و حرکت پڑی رہی اس کے بعد اسے ہوش آیا اور اس نے پھر چڑھنا شروع کر دیا۔ اس نظارہ کو دیکھ کر بابر بے تحاشا یہ کہتا ہوا اُٹھا کہ اگر یہ چیونٹی ہو کر بار بار گرنے کے باوجود پیچھے نہیں ہٹتی تو میں انسان ہو کر مایوس کیوں ہوں۔ چنانچہ اس نے پھر اپنے دوستوں کو جمع کیا اور دشمنوں کو شکست دی اور اُس کی فتوحات کا سلسلہ اِس قدر وسیع ہوا کہ وہ ایران و کابل وغیرہ کو فتح کرتا ہوا ہندوستان آ پہنچا۔ تو وہ وہی شخص تھا جسے پہلے اپنا گھر چھوڑنا پڑا تھا مگر اُس نے ایک چیونٹی سے سبق حاصل کیا اور محسوس کر لیا کہ یہ عارضی ناکامیاں ہیں اور بالآخر کامیاب ہو گیا۔ اگر بابر اور تیمور ابتدائی ناکامیوں سے ہی پیچھے ہٹ جاتے تو دنیا دو بہترین بادشاہوں سے محروم رہ جاتی اور انسانی ہمت کے دو بہترین نتائج نہ دیکھ سکتی۔ مگر انہوں نے

محسوس کرلیا کہ ہم میں قابلیت ہے اور یہ ناکامیاں عارضی ہیں اس بات کو سمجھ کر انہوں نے کوشش جاری رکھی اور اس طرح کامیاب ہوگئے۔

تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایسی راہ اختیار کرلیتا ہے جس پر چلنے کی قابلیت اس میں نہیں ہوتی اور کبھی عارضی ناکامیوں سے ڈر کر پیچھے ہٹ جاتا ہے اور اعلیٰ ترقی سے محروم رہ جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کسی کام کے کرنے کی قابلیت کا پتہ کس طرح لگ سکے کہ فلاں انسان میں فلاں کام کرنے کی قابلیت ہے۔ دنیا نے اس کے لئے بڑے بڑے ذرائع اختیار کئے ہیں۔ ولایت میں خفیہ پولیس میں کسی کو بھرتی کرنے کے لئے یہ طریق ہے کہ جب کوئی شخص عام پولیس میں بھرتی ہوتا ہے تو بعض تجربہ کار افسر اس کی خاص طور پر نگرانی کرتے ہیں۔ اس کی حرکات' چلنا' پھرنا' ہوشیاری وغیرہ کو دیکھتے ہیں اور نوٹ کرکے افسرانِ بالا کے پاس رپورٹ کرتے ہیں کہ فلاں فلاں آدمی خفیہ پولیس کے قابل ہیں وہاں سے انہیں اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر چاہو تو تم خفیہ پولیس میں بھرتی ہو سکتے ہو۔ اسی طرح فوجوں کا حال ہے گورنمنٹ نے اس کے لئے بھی TEST رکھے ہوئے ہیں قد ناپا جاتا ہے چھاتی دیکھی جاتی ہے اور اس طرح معلوم کیا جاتا ہے کہ اس کے اندر فوجی ملازمت کی قابلیت ہے یا نہیں۔ اسی طرح حکام کے لئے بھی کئی قیدیں رکھی ہوئی ہیں عمر اتنی ہو' تعلیم اس قدر ہو' صحت ایسی ہو مگر جنہیں اس طرح چُن کرلیتے ہیں ان میں سے بھی بعض ناکام رہ جاتے ہیں۔

آخر ہر ملک کی فوج چُن کر ہی تو بھرتی کی جاتی ہے مگر پھر بھی کئی ممالک کی افواج ناقابل ثابت ہوتی ہے۔ اسی طرح وزارتوں وغیرہ کا حال ہے بہتر سے بہتر آدمی منتخب کئے جاتے ہیں مگر پھر بھی بعض اوقات وہ ناقابل ثابت ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ صحیح قابلیت کا معیار جو ہے وہ بہت مخفی ہے اور دنیا کو اب تک کوئی ایسا ذریعہ نہیں ملا جس سے پورے طور پر قابلیت معلوم ہو سکے۔ ہوائی جہازوں کے لئے لوگوں کو بھرتی کیا جاتا ہے اور ان کے اندر ہی ایسے آلات موجود ہوتے ہیں جنہیں ہاتھ میں پکڑنے سے معلوم ہو سکے کہ کسی آدمی کا دل کس حد تک خوف کو برداشت کرسکتا ہے پھر یہ بھی کہ وہ کتنی جلدی بات سمجھ سکتا ہے۔ ایسے بھی آلات موجود ہوتے ہیں جن سے سیکنڈ کے ہزارویں حصہ کا بھی علم ہوسکتا ہے کیونکہ ہوائی جہازوں کے متعلق تو بہت ہی جلد فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ فرض کرو راستہ میں پہاڑ آجائے یا کوئی طوفان وغیرہ آئے اُس وقت جہاز کو

فوراً اُنچا اونچا یا اِدھر اُدھر کرنا پڑتا ہے اگر آدمی ایسا زیرک نہ ہو کہ سیکنڈ کے بھی بہت تھوڑے عرصہ میں فیصلہ کر سکے تو وہ راستہ تبدیل نہیں کر سکے گا اور اس طرح جہاز تباہ ہو جائے گا۔ تو ہوائی جہازوں کے لئے بھرتی کرتے وقت دیکھا جاتا ہے کہ آدمی کتنی جلدی کسی صحیح فیصلہ پر پہنچنے کی قابلیت رکھتا ہے اور ایسے آلات ایجاد کئے گئے ہیں جن سے سیکنڈ کے ہزارویں حصہ کا بھی پتہ چلتا ہے اور ایسے کاموں میں سیکنڈ کے دسویں حصے کی دیر بھی مُہلک ثابت ہو جاتی ہے مگر اس قدر احتیاط کے باوجود بھی غلطیاں ہو جاتی ہیں اور کئی لوگ ناکام رہ جاتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ صحیح طور پر قابلیت کے معلوم کرنے کا کوئی معیار انسان کے پاس نہیں ہاں ایک اور ہستی ہے جو عالم الغیب ہے اور جو سب باتوں کو جاننے والی ہے اور وہ اگر بتا دے تو کوئی شُبہ نہیں رہ سکتا۔

قرآن کریم میں اس حقیقت کا خاص طور پر ذکر ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فوج کے متعلق آتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسے بچا لیا اور فرعون کو تباہ کر دیا حالانکہ وہ بہت بڑا بادشاہ تھا اس نے ظلم کر کے بنی اسرائیل کی طاقت کو کُچل دیا تھا قرآن کریم میں آتا ہے۔ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ[1] عَالِيًا کے لفظ میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ وہ صاحبِ شان و شوکت تھا اور مُسْرِفِيْنَ میں بنی اسرائیل کی تباہ حالی کا ذکر ہے جو فرعون نے پیدا کی گویا اس کی اپنی طاقت تو انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی اور بنی اسرائیل کی طاقت اس نے کُچل دی تھی' ان کے اخلاق تباہ کر دیئے تھے مگر باوجود اس کے خدا تعالیٰ نے اسے تباہ کر دیا۔ یہاں قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اتنے بڑے عظیم الشان بادشاہ کو کیوں تباہ کر دیا گیا اور بظاہر ناکارہ قوم کی خاطر اس کام کرنے والے کو کیوں برباد کر دیا گیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اسے قائم رکھا جاتا اور اسی سے کام لیا جاتا ظاہر میں تو بنی اسرائیل تمام قابلیت کھو چکے تھے اور فرعونیوں کے اندر ہر قسم کی قابلیت نظر آ رہی تھی مگر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ[2] ہم نے جب بنی اسرائیل کو چُنا تو یہ جانتے ہوئے چُنا تھا کہ ان میں ترقی کرنے اور روحانی امور کے سمجھنے کی طاقت موجود ہے اور اس زمانہ کی سب قوموں سے زیادہ موجود ہے۔ اب غور کرو خدا تعالیٰ کی نگاہ کہاں جا کر پڑی۔ حکومت فوج میں بھرتی کرنے کے لئے طاقت وغیرہ دیکھتی ہے اور قد آور لوگوں کو لیتی ہے مگر دیکھا گیا ہے کہ کئی بڑے بڑے قد آور اور بڑے چوڑے چکلے سینہ والے کئی دفعہ ذرا سے کھٹکے سے ڈر کر مر جاتے ہیں خوف سے ان کے دل کی حرکت بند ہو جاتی ہے اور کئی چھوٹے

چھوٹے قد والے دنیا میں اندھیر مچا دیتے ہیں۔ گورنمنٹ کے افسروں کو اگر کہا جائے کہ جاؤ جا کر کوئی جرنیل تلاش کرو تو وہ ضرور کسی بڑے جسم اور چوڑے سینہ والے کو لیں گے اور پھر اس کا دماغی امتحان کریں گے مگر ممکن ہے وہ قابل نہ ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نگاہ چونکہ ہر جگہ پڑتی ہے اس لئے وہ دُور اُفتادہ مقامات اور دنیا کی نظروں سے اوجھل لوگوں کو جو بادشاہ اور سرکاری افسروں کی نظر سے مخفی ہوتے ہیں دیکھے گا اور ان سے بظاہر معمولی حیثیت رکھنے والے مگر دراصل صحیح قابلیت والے کسی شخص کو چُن لے گا۔ کئی جرنیل دنیا میں ایسے ملتے ہیں جو ابتداء میں نہایت ذلیل اور پست ہمت سمجھے گئے مگر بعد میں انہوں نے دنیا کو حیران کر دیا۔ نپولین اتنا کمزور تھا کہ اس کے لئے خاص طور پر بندوق بنوائی جاتی تھی کیونکہ وہ بوجھل بندوق نہ اُٹھا سکتا تھا اور اگر وہ سپاہیوں میں بھرتی ہونے کے لئے آتا تو یقیناً ردّ کیا جاتا مگر یہ اتفاق تھا کہ وہ براہ راست افسروں میں بھرتی ہو گیا اور ابتداء میں اُس نے کوئی خاص ترقی بھی نہیں کی بلکہ بالکل معمولی حیثیت میں رہا یہاں تک کہ فرانس پر ایک نہایت نازک وقت آیا جو تمام مدبرین کے دماغی امتحان کا وقت تھا اس میں وہ سب رہ گئے اور صاف نظر آنے لگا کہ دشمن بہت جلد پیرس کو فتح کر لے گا اور اُسے بچانے کے لئے بڑے بڑے جرنیل تدبیر کرنے سے عاجز آ گئے۔ اُس وقت ایک ممبر پارلیمنٹ میں اُٹھا اور اُس نے کہا پیرس تباہ ہو رہا ہے اگر میری بات مانو تو اِس وقت صرف ایک شخص ہے جو ہمیں بچا سکتا ہے اور وہ نپولین ہے۔ نپولین اُس وقت نہایت معمولی عہدیدار تھا اور اسے کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اس ممبر نے کہا۔ نہایت نازک وقت ہے اس کا بھی تجربہ کر لو۔ چنانچہ نپولین کو بلایا گیا اور اُس کے سپرد تمام انتظام کر دیا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی دن گزرے تھے کہ وہی سپاہی جو روز بروز کم ہوتے جا رہے تھے اور وہ افسر جو دن رات شراب کے نشہ میں چُور رہتے تھے ان میں یکدم تغیر شروع ہو گیا اور دشمن کی فوج بُری طرح شکست کھا کر بھاگی اور نپولین بعد میں فرانس کا بادشاہ ہو گیا حالانکہ جسمانی لحاظ سے وہ اتنا کمزور تھا کہ کوئی نگاہ اُسے منتخب نہ کر سکتی تھی۔ انسانی نگاہ میں اُس کی کوئی حیثیت نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ اگر بھرتی کرتا تو ابتداء میں ہی نپولین کو ضرور چُنتا یا ممکن ہے اس سے بھی بہتر آدمی اس کی نگاہ میں کوئی اور ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ کسی کام کے لئے جن لوگوں کا انتخاب کرتا ہے اُن کے اندر اس کام کے کرنے کی قابلیت ضرور ہوتی ہے پھر اگر کوئی کوتاہی ہو تو ان کے ہمت ہار دینے کی وجہ سے ہی ہو سکتی ہے۔ دنیا کی نجات کے لئے اگر دنیا کی

اقوام کسی کو چُنتیں تو یہودیوں کو کبھی بھی خاطر میں نہ لاتیں۔ اگر آج انہیں کہا جائے کہ دنیا کی نجات کے لئے کسی قوم کو منتخب کرو تو سانسیوں' پتھیروں اور چوہڑوں کو کوئی بھی منتخب نہ کرے گا مگر ایک وقت اللہ تعالیٰ نے پتھیروں کو ہی چُنا اور پھر انہوں نے ایسی ترقی کی کہ دنیا کا نقشہ بدل دیا۔ حکومت اور علم میں یہاں تک ان کو غلبہ حاصل ہوا کہ دنیا میں خیال کیا جانے لگا کہ نبوت اور حکومت ان کے لئے ہی ہے۔ آج بھی اگر کسی مسلمان سے پوچھو کہ بڑے بڑے انبیاء کون ہوئے ہیں تو وہ فوراً حضرت ابراہیمؑ' حضرت موسیٰؑ ' حضرت عیسیٰؑ کا نام لے گا۔ وہ چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کو مانتا ہے اس لئے عربوں میں سے آپ کا نام لے گا۔ مگر شروع اسی طرح کرے گا کہ یہودی نسل کے انبیاء کے نام گِنائے گا کیونکہ انہوں نے بڑی ترقی کی تھی مگر دراصل وہ کون تھے وہ فرعونیوں کے پتھیرے ہی تھے۔

ظاہری قابلیت ان میں اُس وقت کوئی نہ تھی اور ان کی حالت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ آج ہندوستانیوں کے وفد موتی لال نہرو اور مسٹر گاندھی وغیرہ لیڈروں کے پاس جارہے ہیں کہ ملکی آزادی کے لئے کوشش کرو۔ مگر ان کی آزادی کے لئے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوشش کررہے تھے تو ان کا ایک ڈیپوٹیشن حضرت موسیٰؑ کے پاس گیا تھا جس نے کہا تھا ہمیں کیوں مصیبتوں میں ڈالتے ہو ہم آرام سے بیٹھے ہیں اسی طرح رہنے دو کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم نے دنیا میں کیا کرنا ہے جیسے اب ادنیٰ اقوام کے لوگ ہیں وہ کہتے ہیں خدا نے ہمیں اسی حالت میں پیدا کیا ہے اسی طرح رہنے دو۔ میں نے قادیان کے چوہڑوں کی ترقی کے لئے کئی بار کوشش کی مگر انہوں نے ہمیشہ مایوسی کا اظہار کیا اور ان میں کوئی حرکت نہ پیدا ہوئی۔ یہی حالت بنی اسرائیل کی تھی مگر ان پر اللہ تعالیٰ کی نگاہ پڑی اور اُس نے فرمایا۔ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ صرف یہی نہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان میں قابلیت دیکھی۔ بلکہ اسے معلوم تھا کہ ساری دنیا بلکہ کئی آئندہ زمانوں میں آنے والی اقوام سے بھی وہ بہتر ہیں اور پھر اس قوم نے صدیوں تک دنیا پر حکومت کی۔ تو دیکھو خدا تعالیٰ کی دیکھی ہوئی قابلیت کیسی ثابت ہوئی۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں کون عرب کی قوم کو دنیا کی اصلاح کیلئے انتخاب کرتا جن کا دن رات کا مشغلہ شراب میں مست رہنا تھا اور جو خیال بھی نہیں کرتے تھے کہ دنیا میں اور بھی کوئی کام ہے۔ لکھنا پڑھنا ان کیلئے عیب تھا ڈاکے ڈالنا ان کے نزدیک محبوب فعل تھا اور اغواء کو وہ بہت اچھا

کام سمجھتے تھے بلکہ فخریہ قصائد پڑھتے تھے کہ ہم نے فلاں لڑکی کو اغواء کر لیا اور لوگ ایسے شعر سُن کر سر دُھنتے تھے اور شرفاء کی ایسی آرزوئیں ہوتی تھیں کہ ہم بھی کسی کی لڑکی کو اغواء کر کے لائیں۔ اب دنیا میں کون ایسا عقلمند ہوسکتا ہے جوان کو دنیا کی راہ نمائی کے لئے چنتا اور اگر قابلیت کا امتحان ہوتا تو سب سے کم نمبر عرب کے لوگ حاصل کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں چُنا اور دیکھو انہوں نے دنیا میں کیسا عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا۔ جن کے نزدیک پڑھنا لکھنا ہتک خیال کیا جاتا تھا انہوں نے تمام دنیا میں علوم کی اشاعت کی اور دنیا میں تقویٰ کی بنیاد انہیں کے ذریعہ رکھی گئی۔ ان کی ابتدائی حالت کا اندازہ اِس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایرانیوں نے عربی علاقہ پر حملہ کیا عرب بھی اس کے مقابلہ میں ایران پر حملہ آور ہوئے اور جب ایران کے بادشاہ کو علم ہوا کہ عرب فوجوں نے حملہ کیا ہے تو وہ بہت حیران ہوا کیونکہ وہ سمجھتا تھا عربوں کی کیا جرأت ہے کہ ہماری زیادتی کے انتقام کا خیال بھی دل میں لاسکیں۔ جیسے کوئی بڑا آدمی جب کسی چھوٹے پر تعدّی کرتا ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ کمزور کا کوئی حق نہیں کہ میری چپیڑ کے بدلہ میں ہاتھ اٹھائے۔ جب عرب ایران پر حملہ آور ہوئے تو وہ حیران ہوُا کہ ان کی بھی یہ جرأت ہے۔ اس نے عربوں کو بلایا اور وہ بصورت وفد اس کے پاس گئے۔ اس نے کہا کیا تم پاگل ہو گئے ہو تم جانتے نہیں میں کون ہوں اور تمہاری کیا حقیقت ہے۔ عربوں نے اپنا ایک امیر مقرر کیا ہوا تھا جس نے جواب میں کہا کہ تم ہمیں کیا کہتے ہو ہم سے سنو کہ ہم میں کیا کیا عیوب تھے ہم میں ساری دنیا کی بُرائیاں تھیں مگر خدا تعالیٰ کا ایک رسول ﷺ ہم میں پیدا ہوا جس نے وہ سب عیوب دھو ڈالے۔ اِس پر ایران کے بادشاہ نے کہا میں تم سب میں سے ہر ایک کو ایک ایک دینار دیتا ہوں دینار اس زمانہ میں اَڑھائی یا تین روپے کا ہوتا تھا اور ہر ایک افسر کو اتنی اشرفیاں دیتا ہوں تم سب واپس چلے جاؤ۔ گویا وہ انہیں اس درجے ادنیٰ حالت میں سمجھتا تھا کہ اس قدر کم رقم لے کر راضی ہو جائیں گے اور واپس چلے جائیں گے مگر مسلمانوں نے جواب دیا چونکہ تمہاری طرف سے ابتداء ہوئی ہے اس لئے اب تلوار ہی فیصلہ کرے گی۔ اس پر بادشاہ بہت غضب ناک ہوا۔ اُس نے مٹی کا ایک بورا منگوایا اور امیرِ وفد کے سر پر رکھوا دیا۔ انہوں نے اس کو نہایت احترام سے اُٹھایا اور کہا کہ ایران کے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اپنے ملک کی زمین ہمارے سپرد کر دی ہے۔ مُشرک لوگ تو شگونوں سے بہت گھبراتے ہیں یہ بات سن کر بادشاہ کو خیال آیا اور اس نے سپاہیوں کو کہا بھاگو اور ان سے مٹی چھین

لاؤ مگر وہ گھوڑوں پر چڑھ کر دور نکل گئے تھے۔[۳] مگر دیکھو۔ انہی لوگوں نے جنہیں دنیا ذلیل سمجھتی تھی دنیا میں کیا کیا کارہائے نمایاں کئے اور اس قدر عروج حاصل کیا۔

یہ مثالیں ہمارے سامنے ہیں پھر تعجب ہے کہ جماعت کے لوگوں کو کیوں یہ خیال نہیں آتا کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے ہمیں چُنا ہے اس لئے ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ ہم میں سے کتنے ہیں جو مایوس ہیں کتنے ہیں جن کو خیال ہے کہ ہمارے اندر کچھ قابلیت نہیں مگر اس سے زیادہ بے ادبی اور گستاخی کیا ہوسکتی ہے کہ خدا کہتا ہے تم دنیا کو فتح کرو گے لیکن تم کہتے ہو نہیں ہم نہیں کر سکتے۔ غور تو کرو کب خدا نے کسی قوم کو اس لئے چُنا کہ وہ دنیا کو فتح کرے گی اور اس نے نئی زمین اور نیا آسمان نہ پیدا کر دیا۔ کیا اب خدا تعالیٰ (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) بوڑھا ہو گیا ہے کہ اس کی قوتِ انتخاب کمزور ہو گئی ہے۔ اس نے حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت کرشنؑ، حضرت رام چندرؑ، حضرت بدھؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ قوموں کو چُنا اور وہ کامیاب ہوئیں پھر کیا اب خدا کی عقل کمزور ہوگئی ہے کہ اس نے ہم کو چُنا اور ہم ناکام رہ جائیں گے۔ انتہائی درجہ کی بے ایمانی اور بے وقوفی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چنتا ہے اس کے متعلق فرماتا ہے۔ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ۔ کہ ہم جس قوم کو چُنتے ہیں وہ ضرور کامیاب ہوتی ہے۔

خدا تعالیٰ کی کسی سے رشتہ داری نہیں۔ بعض اوقات رشتہ داروں کو لوگ چن لیتے ہیں۔ کہتے ہیں کسی بادشاہ نے ایک حبشی کو ایک ٹوپی دی اور کہا سب سے زیادہ خوبصورت بچہ کے سر پر پہنا دو۔ اس نے اپنے بچہ کو جو نہایت بدصورت اور غلیظ تھا پہنا دی۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کیا؟ اُس نے جواب دیا کہ مجھے یہی خوبصورت نظر آتا ہے۔ تو اگر اللہ تعالیٰ ہمارا رشتہ دار ہوتا تو ہم کہہ سکتے تھے کہ اِس وجہ سے اُس نے ہمیں منتخب کر لیا ہے مگر جب اس کا ساری دنیا سے یکساں معاملہ ہے اور ہم بظاہر سب سے زیادہ ضعیف، کمزور اور غریب تھے، ہم میں نظام کی کمی تھی، سب سے کم قربانی کا مادہ تھا، کم عقل تھے مگر باوجود ان سب باتوں کے خدا تعالیٰ نے ہمیں چُنا ہے پھر کس طرح خیال کر سکتے ہو کہ اُس نے غلطی کی ہے اور ہمارے اندر وہ قابلیت نہیں جس سے دنیا فتح کی جا سکتی ہے۔ یقیناً ہمارے اندر قابلیت ہے اور جو اس کا انکار کرتا ہے وہ بے ایمان ہے، جھوٹا ہے اور اُس کا دل تاریکیوں میں مبتلاء ہے۔ خدا تعالیٰ جب کسی کو چُنتا ہے تو اُس کی قابلیت کی شہادت وہ خود دیتا ہے مگر جب کوئی قابلیت کا انکار کرتا ہے تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ خود اپنی قابلیت کو

ضائع کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی کو مجبور کرے کہ اپنی قابلیتوں سے فائدہ اُٹھاؤ۔ وہ اپنے انتخاب کے ذریعہ بتا دیتا ہے کہ تم میں یہ قابلیت ہے۔ جاؤ اور کام کرو لیکن اس کے بعد بھی اگر کوئی کہتا ہے کہ نہیں مجھ میں یہ قابلیت نہیں تو خدا تعالیٰ بھی کہتا ہے جاؤ اور جیسی تمہاری مرضی ہو کرو۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں چُنا ہے اور جو یہ خیال کرتا ہے کہ ہم میں وہ کام کرنے کی قابلیت نہیں جو خدا تعالیٰ نے ہمارے سپرد کیا ہے وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضل کی خطرناک ناشکری کرتا ہے اور اگر اس سے توبہ نہ کرے تو اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے فضلوں سے محروم کر دیا جائے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عطا کردہ خلعت ہے جو اس کی ناقدری کرے گا وہ یقیناً مستوجبِ سزا ہوگا۔

شِبلی ایک گورنر تھے ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ نہایت سخت گیر تھے اور ان کے علاقہ کے لوگ ان سے بہت خوف کھاتے تھے۔ وہ ایک دفعہ بادشاہ کے دربار میں پیش ہوئے جو ایک جرنیل کی عزت افزائی کے لئے جس نے بڑی بڑی فتوحات کی تھیں منعقد ہوا تھا۔ بادشاہ نے اس جرنیل کو خلعتِ فاخرہ عطا کی مگر اتفاق ایسا ہوا کہ وہ دربار میں آتے ہوئے کوئی رومال نہ ساتھ لا سکا۔ شاید اسے نزلہ وغیرہ کی شکایت ہوگی اُسے چھینک جو آئی تو ناک سے رطوبت بہہ نکلی۔ اب وہ اِس حالت میں تو بیٹھ نہ سکتا تھا اس نے خلعت کے نیچے سے ہی کپڑا نکالنے کی کوشش کی مگر وہ نہ نکل سکا اس پر اس نے خلعت کے ایک پہلو سے ناک صاف کر لیا بادشاہ دیکھ رہا تھا اُس نے نہایت غضب اور جوش میں حکم دیا کہ اسے دربار سے نکال دو اور خلعت واپس لے لو اس نے ہماری خلعت کی بہت بے قدری کی ہے۔ اُس وقت سے گویا اس کی تمام فتوحات کالعدم ہو گئیں اور وہ اِس بات پر درباری اعزاز سے محروم کر دیا گیا۔ بادشاہ جب اُس جرنیل پر اس قدر ناراض ہوا۔ تو شِبلی نے ایک چیخ ماری اور سامنے آ کر بادشاہ سے کہا۔ میرا استعفیٰ منظور فرمایئے۔ بادشاہ نے کہا کیوں؟ تمہیں تو میں نے کچھ نہیں کہا۔ انہوں نے جواب دیا میں دیکھ رہا ہوں کہ اِس شخص نے کس قدر قربانیاں کی تھیں جان، عزت، بیوی، بچے غرضیکہ ہر چیز قربان کر کے اس نے آپ کی خدمات کیں اور پھر ایک کپڑے کی بے حُرمتی پر آپ نے اسے اِس قدر سزا دی مجھے بھی آپ کے ماتحت خدا تعالیٰ نے ایک خلعت دی ہوئی ہے اور میں اُسے ہر آن خراب کر رہا ہوں پھر میرا کیا حشر ہوگا اس لئے میرا استعفیٰ منظور فرمایا جائے۔

اس کے بعد وہ کئی بزرگوں کے پاس شاگردی کے لئے گئے۔ مگر وہ اس قدر ظالم مشہور تھے کہ کسی نے انہیں پاس نہ آنے دیا اور یہی کہا تمہیں تصوّف سے کوئی نسبت ہی نہیں ہوسکتی۔ آخر ایک بزرگ غالباً جنید بغدادی نے کہا اسی شہر میں جاؤ جہاں تم حکومت کرتے رہے ہو اور ہر دروازہ پر کھڑے ہوکر معافی مانگو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور واپس آئے تو آپ نے کہا اب تمہارا نفس کافی ذلیل ہو چکا ہے چنانچہ اپنا شاگرد بنالیا۔[۴] تو قابلیت کا خراب کرلینا انسان کے اپنے اختیار میں ہوتا ہے جس طرح خلعت کو انسان خراب کرسکتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے انتخاب میں نقص نہیں ہوسکتا جب کسی شخص کو وہ نبیِ زمان کی شناخت کی توفیق دیتا ہے تو اس کے معنے ہی یہ ہیں کہ اس کے اندر دنیا میں انقلاب پیدا کرنے کی قابلیت موجود ہے۔ پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۔[۵] یعنی ہدایت قلبی مؤانست سے ہی ملتی ہے کچھ تعلق اور علاقہ ہوتا ہے جبھی نبی کی شناخت کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی مُہر ہے جس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ کام کی قابلیت موجود ہے ہاں اگر کوئی شخص سچے دل سے مؤمن نہیں بلکہ جانتا ہے کہ وہ منافق ہے تو اور بات ہے۔

پس جماعت کے لوگوں کو چاہئے کہ خدا کے انتخاب کی قدر کریں اور ناشکری نہ کریں۔ تم ایک پٹواری کو ہی جاہل کہہ کر دیکھو وہ فوراً جواب دے گا کہ میں جاہل ہوں تو گورنمنٹ نے مجھے پٹواری کیوں بنایا حالانکہ گورنمنٹ ڈپٹی کمشنر بلکہ اس سے بھی بڑا عہدہ کسی جاہل یا بیوقوف کو دے سکتی ہے مگر خدا تعالیٰ کے انتخاب میں کوئی نقص نہیں ہوسکتا۔ وہ جسے منتخب کرتا ہے صحیح طور پر کرتا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ ہم اس کے اس عظیم الشان فضل کی قدر کرسکیں۔ اللہ تعالیٰ کا فعل جہالت سے نہیں ہوسکتا اس کے انتخاب کے معنی یہی ہیں کہ قابلیت موجود ہے اور جب یہ معلوم ہو گیا تو گویا آدھا کام ہوگیا باقی نصف محنت سے ہوگا۔ خدا تعالیٰ توفیق دے کہ ہم اسے بھی پورا کرسکیں اگر نہ کریں گے تو اس کی ذمہ داری ہم پر ہوگی۔

(الفضل ۱۸۔ دسمبر ۱۹۳۰ء)

---

۱ الدخان: ۳۲ ۲ الدخان: ۳۳

۳ البداية والنهاية جلد ۷ صفحہ ۴۲، ۴۳ مطبوعہ بیروت ۱۹۶۶ء

۴ تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۳۵، ۴۳ ۵ العنکبوت: ۷۰